وحدت و مقصدیت

ملت کی ناگزیر ضرورت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی

اس وقت ملت اسلامیہ کے مقاصد کے نام سے جگہ جگہ کوششیں ہورہی ہیں، جدوجہد اور تحریکیں بھی چل رہی ہیں، قربانیاں بھی دی جارہی ہیں، اور اس سلسلہ میں نوجوان عنصر سے بھی طاقت مل رہی ہے بلکہ اکثر ملی اور قومی تحریکوں میں وہ پیش پیش ہیں اور قربانیاں دے رہے ہیں، اور مخالف طاقتوں سے لوہا منوارہے ہیں۔نوجوان عنصر ہر ملت اور قوم کے لئے بڑی طاقت اور بڑا سہارا ہوتا ہے، اور اس کے جذبہ اور جوش سے مقصد کے حصول میں بڑی مدد ملتی ہے، یہ حقیقت جس طرح ماضی میں جانی گئی تھی اس سے کہیں زیادہ حال میں جانی جارہی ہے، اسی لئے ہر جگہ اس طاقت کو اپنانے اور اس سے کام لینے کی کوشش کی جاتی ہے، نوجوانوں کو متوجہ کرنے، ان کو قریب کرنے اور ان کو متحرک بنانے کے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے، لیکن یہ جائزہ لینے کی بات ہے کہ نوجوانوں کے جذبات کو یہ متحرک کرنے والے کہاں تک با مقصد ہیں، نوجوانوں سے کمیونسٹ تحریک بھی کام لیتی ہے، نوجوانوں سے انقلاب پسند طاقتیں بھی مدد لیتی ہیں، نوجوانوں سے باغیانہ عناصر بھی مدد لینے کی کوشش کرتے ہیں، ان نوجوانوں سے نیک و اعلیٰ مقاصد رکھنے والے بھی کام لیتے ہیں، اور ہر ایک کچھ نہ کچھ فائدہ اٹھالیتا ہے، اس سلسلہ میں مسرور کن مثالیں بھی ہیں، دراصل نوجوان عنصر ایک طاقت ہے، ایک دھارا ہے، صحیح رخ پر لگے تو راستہ کی چٹان کو پاش پاش کردے، اور مقصد کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کو بہالے جائے، اور اگر غلط رخ پر لگے تو دشمن کو روکنے والی فصیلوں کو توڑ دے، اور عظیم قدروں کی بنیادوں کو بھی ہلا دے۔

نوجوانوں کی اس طاقت وصلاحیت کی پوری قدر کی ضرورت ہے، اور اس سے کام لینے میں اجتماعی وقومی مصلحت کا خیال رکھنے اور تعمیری جذبہ سے کام لینے کی ضرورت ہے، اور یہ کام ملت کی قیادت کا ہے کہ وہ غور کرکے فیصلہ کرے کہ اس کو نوجوانوں کو کس طرف چلانا ہے، اور ان کی طاقت سے کیا کام لینا ہے۔

امت اسلامیہ صدیوں سے پس ماندگی انتشار اور بے بضاعتی کی زندگی گذارتے گذارتے پست ہمت ہوچکی ہے، اس میں سنجیدگی اور قوت عمل کی خاص کمی پیدا ہوگئی ہے، اپنی شاندار تاریخ کے مطالعہ سے تمناؤں اور توقعات کے اس کے سامنے باغات لگ جاتے ہیں، لیکن یہ باغات ماضی کے ہیں، حال کے لئے ہم کو خود باغات لگانا ہیں، ماضی پر تکیہ کرکے بیٹھ جانا سراب سے امید لگانا ہے، دیگر قوموں کی طرح ہماری ملت کو بھی یقیناً نوجوانوں کی طاقت کی بڑی ضرورت ہے، اور شاید اس آخر الذکر کی ضرورت اول الذکر سے کہیں زیادہ ہے، کیونکہ یہ کام قیادت کا ہے، کہ ملت کی طاقتوں کو صحیح رخ پر لگائے، اور غلط رخ پر اس کے لگنے کے برے نتائج سے امت کو بچائے۔

موجودہ ملت اسلامیہ کی قیادت اسی ملت سے ابھری ہوئی ہے، چنانچہ اس کو بے عملی اور بے خیالی اسی ملت سے ورثہ میں ملی ہے، یہ قیادت جو کہ بے شمار حصوں اور قسموں میں بٹی ہوئی ہے علی العموم اپنا معیار و مقصد مقرر نہیں کرسکی ہے، اس کے یہ حصے کچھ تو باہم دست بگریباں ہیں، کچھ بے مقصد جدوجہد میں مبتلا ہیں، اور کچھ محض جذبات میں سرشار ہیں، اور جو جذبات پسند عناصر ان کو ہاتھ آگئے ہیں ان کی طاقتوں کو غیر حقیقی کوششوں میں ضائع کردیتے ہیں۔

مسلمانوں کی قیادت کی تاریخ میں متعدد ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ ان کی قیادت نے وقت کی صحیح ضرورت کو سمجھا، اور

اخلاص کے ساتھ اس پر محنت کی، تو اس کے نتیجہ میں نا قابل تصور نتائج حاصل کئے، سلطان صلاح الدین ایوبی متعدد مسلم سلطنتوں میں سے صرف ایک محدود سلطنت کے مالک تھے، لیکن انھوں نے اپنی قیادت کو اخلاص کے ساتھ صحیح رخ پر لگایا، تو وقت کا سب سے بڑا کارنامہ انجام دیا، اور وہ تھا فتح بیت المقدس کا کارنامہ، جس کو آج تک سنہرے حرفوں سے لکھا جاتا ہے، اور تا قیامت لکھا جاتا رہے گا۔

لیکن ہمارے موجودہ عہد کا ایک بڑا فتنہ ملت اسلامیہ کا انتشار اور بے مقصدیت ہے، دوسرا فتنہ ہر کس و ناکس کا شوق قیادت ہے، ہماری ملت اسلامیہ میں یہ شوق مرض کی حیثیت اختیار کر گیا ہے، اس شوق نے ایک پیشہ کی شکل بھی اختیار کر لی ہے، قیادت کے خواہش مند خواہ قیادت کی معمولی صفات و خصوصیات سے بھی عاری ہوں لیکن اس کام کو پورے شوق و جوش سے اپناتے ہیں، اس کی وجہ سے امت قیادتوں میں الجھ کر رہ گئی ہے، اور اس میدان شوق میں ہمارے نوجوان بھی اپنے ذوق کے بقدر حصہ لیتے رہتے ہیں، جو میدان زندگی میں نئے نئے داخل ہوئے ہوتے ہیں، اور ان کے پاس تجربات کے معاملہ میں جوش کا سرمایہ زیادہ ہوتا ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہوش کے موقع پر بھی جوش سے مسئلہ حل کرنے کا رویہ اختیار کرتے ہیں، یہ بات خطرہ کی خاصی علامت بن گئی ہے۔

اس وقت ملت اسلامیہ کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ خود نمائی، بے مقصد اظہار اور خالی خولی آرائش سے پرہیز کریں، اس زمانہ کے اہم ترین فتنوں کو سمجھنے کی کوشش کریں، اور ان کے تدارک کے لئے پورے اخلاص و ہوش سے حل تلاش کیا جائے، امت کو وحدت اور مقصدیت کی بھی بڑی ضرورت ہے، تا کہ ہم مضبوط ہوں، اور کسی بھی دشمن کے مقابلہ کے لئے امت اس طرح سامنے آئے جس طرح قرآن مجید کی اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ، **كأنهم بنيان مرصوص** (گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں)۔

دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کی درخواست

پھلت کی سرزمین سے تعلق رکھنے والے ایک ممتاز خادم دین جناب قاری حسام الدین صاحب (مقیم حال میرٹھ) نے ۱۲؍جون کو اس جہان فانی کو الوداع کہا، مرحوم نے میرٹھ کے محلّہ خیر نگر کی پتھر والی مسجد میں ایک طویل عرصہ تک امامت کی خدمت انجام دی، وہ ہمارے اسٹاف کے ایک رکن مولانا محمد عمر ناصحی کے پھوپھا تھے۔

پھلت کے خاندان صدیقیان کی ایک مقتدر شخصیت جناب محمود الحق صدیقی نے بھی اسی روز ۱۲؍جون کو انتقال فرمایا، وہ قوم و ملت کے بڑے خیر خواہ اور ذمہ دار فرد تھے، اور ہمارے ادارہ سے خاص تعلق رکھتے تھے۔

شہر اورنگ آباد مہاراشٹر کے ہمارے ایک داعی جناب افتخار ملک صاحب کی والدہ محترمہ ہاجرہ بیگم نے یکم اپریل کو اس دنیائے رنگ و بو کو الوداع کہا، مرحومہ بہت پابند صوم وصلوٰۃ اور نیک خاتون تھیں۔

پھلت کے ایک ممتاز خاندان سے تعلق رکھنے والے ایک اور فرد جناب تنظیم احمد کا حادثہ وفات ۱۷؍جون کو پیش آیا، وہ ہمارے ادارہ فیض الاسلام کے سابق استاذ ڈاکٹر خلیل احمد کے فرزند اور ڈاکٹر شکیل احمد کے چھوٹے بھائی تھے۔

ہماری جامعہ کی مسجد کے خادم محمد دانش کے بڑے بھائی نواب الدین انصاری ۷؍مئی کو پھلت کے قریب ایک سڑک حادثہ میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

فیض الاسلام ہائی اسکول کے ایک ملازم بشیر احمد کی اہلیہ کا حادثہ وفات بھی اسی دوران پیش آیا۔

داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی کے ایک پڑوسی جناب حمیدا انصاری کا ۱۷؍جون کو انتقال پر ملال ہوا۔

ارمغان کے قارئین سے ان مرحومین کے لئے خاص طور پر ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔